سپریم کورٹ رپورٹس (1998) SUPP. 1 ایس سی آر

باسودیو تیواری

بنام

سدوکانہو یونیورسٹی اور دیگران

17 ستمبر 1998

[ڈاکٹر اے۔ایس۔آنند اور ایس۔راجندر بابو، جسٹسز]

بہار اسٹیٹ یونیورسٹیز ایکٹ، 1976: دفعہ 4(14) اور 35(3)۔

ملازمت قانون-یونیورسٹی- نجی انتظام کے تحت منسلک کالج-لیکچرر کی تقرری-کالج کا ایک جزوی یونٹ کے طور پر قبضہ-لیکچرر کی دوبارہ تقرری-ابتدائی تاریخ سے باقاعدگی کا دعوی-مسترد کرنا-اس بنیاد پر برطرفی کہ اس کی تقرری قانون کے منافی تھی-برطرفی کے حکم کو چیلنج-منعقد برطرفی غیر قانونی تھی کیونکہ ملازم کو کوئی موقع نہیں دیا گیا تھا۔

ملازمت قانون-آجر-ملازمت کو ختم کرنے سے متعلق اختیار کی منتقلی-کی قانونی حیثیت۔

فطری انصاف-قانون-فطری انصاف کی ضرورت کے بارے میں خاموشی-اس طرح کی ضرورت کو پڑھنے کی ضرورت ہے-جب پیدا ہوتا ہے۔

آئین ہند 1950: آرٹیکل 14۔

مساوات-غیر منصفانہ پن آرٹیکل 14 کا لازمی پہلو ہے-فطری انصاف کا پہلو بھی آرٹیکل 14 کی ضرورت ہے-عوامی روزگار-ملازم کے خلاف آجر کی کارروائی منصفانہ اور معقول ہونی چاہیے۔

اپیل کنندہ کو 25.1.1978 کو ایس۔آر۔ٹی کالج، دھامری میں تاریخ کے لیکچرر کے طور پر مقرر کیا گیا تھا جو نجی انتظام کے تحت ایک الحاق شدہ کالج تھا۔اس کے بعد اس کالج کو یونیورسٹی کی ایک جزوی یونٹ کے طور پر سنبھال لیا گیا۔یونیورسٹی سنڈیکیٹ کی طرف سے منظور کردہ ایک قرارداد کے مطابق 4.2.1986 کا ایک حکم منظور کیا گیا جس میں اپیل کنندہ کو دوبارہ مقرر کیا گیا اور اسے گوڈا کالج میں تعینات کیا گیا۔ 25.1.1978 سے اپنی خدمات کو باقاعدہ بنانے کے لیے ان کی دوبارہ پیشکش کو یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے مسترد کر دیا تھا۔دوسری طرف ان کی خدمات اس بنیاد پر ختم کر دی گئیں کہ ان کی تقرری اتنی جائز نہیں تھی جتنی کہ انہیں خالصتاً عارضی بنیاد پر یونیورسٹی کی خدمت میں کسی عہدے پر مقرر کیا جانا چاہیے تھا جس کی مدت 6 ماہ سے زیادہ نہ ہو۔چونکہ ان کا تقرر چھ ماہ سے زیادہ عرصے کے لیے کیا گیا تھا اس لیے حکومت کی واضح منظوری کے بغیر یونیورسٹی ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں تھی۔نتیجتاً، اپیل کنندہ کی تقرری بہار اسٹیٹ یونیورسٹیز ایکٹ، 1976 توضیعات کے منافی کی گئی۔اپیل کنندہ نے عدالت عالیہ کے سامنے ایک رٹ پٹیشن کو ترجیح دی جس میں کہا گیا کہ اس کی تقرری غیر قانونی ہے اور اس کے نتیجے میں اس نے برطرفی کے حکم کو برقرار رکھا۔عدالت عالیہ نے دوسری طرف کا موقف بھی حق سماعت کی پابندی کے سوال کا جائزہ نہیں لیا۔بہار اسٹیٹ یونیورسٹیز ایکٹ، 1976 کی دفعہ 35(3) میں کہا گیا ہے کہ" ایکٹ، قوانین، قواعد یا ضوابط توضیعات کے خلاف یا کسی بھی بے قاعدگی سے غیر مجاز طریقے سے کی گئی کسی بھی تقرری یا ترقی کو بغیر اطلاع کے کسی بھی وقت ختم کر دیا جائے گا"۔

اس عدالت میں اپیل میں اپیل کنندہ کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ وائس چانسلر کا حکم فطری انصاف کے اصول کے منافی ہے کیونکہ یہ اپیل کنندہ کو سماعت کا کوئی موقع فراہم کیے بغیر منظور کیا گیا تھا۔

اپیل کی اجازت دینا اور عدالت عالیہ کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد۔1: اس معاملے میں اپیل کنندہ کو یہ قرار دینے سے پہلے کوئی نوٹس نہیں دیا گیا ہے کہ اس کی تقرری بے قاعدہ یا غیر مجاز ہے۔نتیجتاً، ان کی خدمات ختم کرنے کا حکم برقرار نہیں رہ سکتا۔[641-بی-سی]

2۔ بہار اسٹیٹ یونیورسٹیز ایکٹ، 1976 کی دفعہ 35(3) کے تحت اختیارات کے استعمال کی مثال یہ ہے کہ تقرری ایکٹ، قواعد، قوانین اور ضابطوں کے خلاف یا دوسری صورت میں کی گئی تھی۔ اس طرح کے نتیجے پر پہنچنے کے لیے ایک نتیجہ ریکارڈ کرنا پڑتا ہے اور جب تک کہ اس طرح کا نتیجہ ریکارڈ نہیں کیا جاتا، اسے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح کے نتیجے پر پہنچنے کے لیے لازمی طور پر تحقیقات کرنی ہوں گی کہ آیا اس طرح کی تقرری ایکٹ وغیرہ توضیعات کے منافی تھی۔ اگر کسی دیئے گئے معاملے میں اس طرح کی مشق غیر حاضر ہے، تو شرط کی مثال نامکمل ہے۔ اس طرح کے نتیجے پر پہنچنے کے لیے لازمی طور پر انکوائری کرنی ہوگی اور اس طرح کی انکوائری کے انعقاد میں اس شخص کو نوٹس جاری کرنا ہوگا جس کی تقرری زیر تفتیش ہے۔ اگر اسے نوٹس نہیں دیا جاتا ہے تو یہ پرنس آف ڈنمارک کے بغیر ہیملٹ کھیلنے کے مترادف ہے، یعنی اگر متعلقہ ملازم جس کے حقوق متاثر ہوتے ہیں، کو اس طرح کی کارروائی کا نوٹس نہیں دیا جاتا ہے اور اس کی عدم موجودگی میں کوئی نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے، تو ایسا نتیجہ منصفانہ، منصفانہ یا معقول نہیں ہوگا۔ [F-G-H-640]

دہلی ٹرانسپورٹ کارپوریشن بنام ڈی ٹی سی مزدور کانگریس، اے آئی آر (1991) ایس سی 101، پر انحصار کیا۔

3۔ اپیل کنندہ ان کارروائیوں کے زیر التواء ہونے کے بعد سے، مزید تفتیش یا بحالی کے حوالے سے مزید کوئی ہدایت نہیں دی جا سکتی۔ نتیجتاً اس نے یہ سمجھا کہ وہ خول میں مر گیا ہے۔ اس کے قانونی نمائندے اپیل کنندہ کی خدمات کے خاتمے کی تاریخ سے لے کر اس کی آخری تنخواہ کی بنیاد پر اس کی موت کی تاریخ تک تنخواہ کے بقایاجات کی ادائیگی کے حقدار ہوں گے۔ [641-سی-ڈی]

4۔ غیر منصفانہ آرٹیکل 14 کا ایک لازمی پہلو ہے جو آرٹیکل 14 کے تحت چلنے والی ریاستی کارروائی کے پورے دائرے میں پھیلا ہوا ہے۔ فطری انصاف کا دوسری طرف کا موقف بھی سنو پہلو بھی آرٹیکل 14 کا ایک تقاضہ ہے، کیونکہ فطری انصاف من مانی کا مخالف ہے۔ عوامی روزگار کے شعبے میں، یہ اچھی طرح سے طے شدہ ہے کہ آجر کی طرف سے کسی ملازم کے خلاف کی جانے والی کوئی بھی کارروائی منصفانہ، منصفانہ اور معقول ہونی چاہیے جو منصفانہ سلوک کے اجزاء ہیں۔ کسی ملازم کی خدمات کو ختم کرنے کا مطلق اختیار دینا منصفانہ اور معقول سلوک کے خلاف ہے۔ [639-ایف-جی]

دہلی ٹرانسپورٹ کارپوریشن بنام ڈی ٹی سی مزدور کانگریس، اے آئی آر (1991) ایس سی 101، کا حوالہ دیا گیا۔

5۔ طریقہ کار کے تحفظات کو نافذ کرنے کے لیے فطری انصاف کی ضرورت کو بہت سے حالات میں پڑھنا پڑتا ہے جب قانون اس نکتے پر خاموش ہوتا ہے۔ جس قانون کے تحت اعتراض شدہ کارروائی کی جا رہی ہے اس میں سماعت کی ضرورت کو نافذ کرنے میں کمی سماعت کو خارج نہیں کرتی ہے- یہ قوت کی نوعیت سے مضمر ہو سکتا ہے- خاص طور پر جب کسی فریق کے حق پر منفی اثر پڑتا ہے۔ اس طرح کی ضرورت کو پڑھنے کا جواز یہ ہے کہ عدالت محض مقننہ کو خارج کرنے کی فراہمی کرتی ہے سوائے براہ راست قانون سازی کی نفی یا مضمر اخراج کی صورت میں۔ [640-اے-بی]

موہندر سنگھ گل اور دیگر بنام چیف الیکشن کمشنر اور دیگران، اے آئی آر (1978) ایس سی 851 اور ایس۔ایل۔ کپور بنام جگموہن اور دیگران، اے آئی آر (1981) ایس سی 136 پر بھروسہ کیا۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1998 کی دیوانی اپیل نمبر 4858۔

1993 کے نمبر 13221 میں پٹنہ عدالت عالیہ کے 3.11.95 کے فیصلے اور حکم سے۔

سدھیر چندرا اور جینت بھوشن اپیل کنندہ کے لیے۔

جواب دہندگان کے لیے اکھلیش کمار پانڈے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

راجیندر بابو، جسٹس۔ اجازت دی گئی۔

اپیل کنندہ کی کارروائی کے زیر التواء ہونے کے دوران موت ہوگئی تھی جس کی نمائندگی اب اس کے قانونی نمائندے کرتے ہیں۔تاہم،سہولت کے مقصد سے ہم اس حکم کے دوران اسے اپیل کنندہ کے طور پر حوالہ دیں گے۔

24.1.1986 پر سنڈیکیٹ کی طرف سے کی گئی قرارداد کے مطابق۔آرڈر نمبر۔جی۔اے۔ 13/86 مورخہ 4 فروری 1986 کو مقرر کیا گیا۔اپیل کنندہ بطور لیکچرر جواب تک لیکچرر، شعبہ تاریخ، ایس آر ٹی کالج، دھامری کے طور پر کام کر رہے تھے اور انہیں گوڈا کالج میں تعینات کیا گیا تھا۔انہوں نے وائس چانسلر کے سامنے نمائندگی کی کہ وہ یونیورسٹی کے متعلقہ قوانین کے قیود سے اپنی خدمات کو باقاعدہ بنائیں اور اس بنیاد پر کہ وہ نجی انتظام کے تحت کسی الحاق شدہ کالج میں لیکچرر کے طور پر کام کر رہے تھے،اس سے پہلے کہ اسے یونیورسٹی کی جزوی یونٹ کے طور پر سنبھالا گیا۔اپیل کنندہ کو 7.5.1993 پر بھیجے گئے ایک خط کے ذریعے مطلع کیا گیا کہ اس کی نمائندگی کو وائس چانسلر نے مسترد کر دیا ہے۔ایک اور مراسلے کے ذریعے انہیں بتایا گیا کہ وائس چانسلر نے اپیل کنندہ کی خدمات کو اس بنیاد پر ختم کرنے کی ہدایت کی تھی کہ 24.1.1986 پر، سنڈیکیٹ کو لیکچرر کی تقرری کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا اور اس لیے اس کی تقرری جائز نہیں تھی۔مدعا علیہ-یونیورسٹی کی اس کارروائی کو چیلنج کرتے ہوئے،اپیل کنندہ نے ایک رٹ پٹیشن کو ترجیح دی اور یونیورسٹی کے حکام کو اس وقت سے اپنی سروس کو باقاعدہ بنانے کی ہدایت طلب کی جب اسے پہلی بار الحاق شدہ کالج میں مقرر کیا گیا تھا جو اس وقت ایک نجی تنظیم کے زیر انتظام تھا اور بعد میں یونیورسٹی کا ایک جزو یونٹ بن گیا تھا۔

اس صورتحال کا باعث بننے والے مختصر حقائق یہ ہیں کہ اپیل کنندہ تاریخ کے لیکچرر کے طور پر دھامری کے ایس آر ٹی کالج میں حکومت کی طرف سے منظور شدہ عہدے پر لیکچرر کے طور پر کام کر رہا تھا۔اگرچہ انہوں نے یونیورسٹی کی طرف سے مذکورہ کالج کو سنبھالنے کے وقت یونیورسٹی میں لیکچرر کے طور پر کام جاری رکھا، پرنسپل چاہتے تھے کہ ان کے بھائی کو کالج میں تاریخ کا لیکچرر مقرر کیا جائے۔پرنسپل کی طرف سے اپنائی گئی سازشوں کی وجہ سے اگرچہ اپیل کنندہ کو پہلے مقرر کیا گیا تھا،اسے دوسرے مقام پر بھیج دیا گیا اور اس کے بعد اس کا نام یونیورسٹی کے اقتدار سنبھالنے کے بعد بھی ظاہر نہیں کیا گیا۔ 14.10.1982 پر یونیورسٹی اور کالج کی انتظامی کمیٹی کے درمیان ایک قیود پر دستخط کیے گئے۔جس کے تحت کالج کو اس کی آئینی اکائی کے طور پر لیا گیا۔معائنہ کرنے والی ٹیم نے کالج کا دورہ کیا تھا اور 23.9.1981 پر رپورٹ پیش کی تھی۔اس رپورٹ میں اپیل

کنندہ کا نام نہیں تھا۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ پرنسپل کی ہیرا پھیری کی وجہ سے اس کا نام نہیں دکھایا گیا۔ اس کے بعد ان کی طرف سے وائس چانسلر کو اپنی شکایت پیش کرنے کی نمائندگی کی گئی اور نمائندگی یونیورسٹی کے سنڈیکیٹ کے سامنے رکھی گئی جس نے 20.1.1985 پر کی گئی قرارداد کے ذریعے ان کی شکایت کی تحقیقات کے لیے ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی۔ 20.1.1985 پر منظور کردہ قرارداد کے ذریعے، ذیلی کمیٹی نے تفتیش کے بعد درج ذیل قیود میں ایک رپورٹ پیش کی :

"مذکورہ بالا حقائق کے تجزیے سے ایسا لگتا ہے کہ شری تیواری کی تقرری 25.1.78 سے موثر ہے۔ حصول سے پہلے جو کہ 25.1.78 سے 23.9.81 تک ہے(26.1.79 سے 10.11.79 کی مدت کو چھوڑ کر کیونکہ اس نے اس مدت کے لیے کوئی قابل اعتماد سرٹیفکیٹ جمع نہیں کیا ہے) سکریٹریوں کے سرٹیفکیٹ پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ وہ یقینی طور پر کالج میں کام کر رہا تھا۔ کالج جانے اور انکوائری کی معلومات موصول ہونے پر اور مذکورہ معلومات کے مطابق یہ معلوم ہوتا ہے کہ شری تیواری 25.1.78 سے کام کر رہے تھے اس لیے ان کی خواہش تھی کہ ان کے ساتھ پہلے عہدے پر سلوک کیا جائے کیونکہ شری و پن بہاری پانڈے کو اوہ 11.11.79 مقرر کیا گیا تھا۔ دوسرا فریق چاہتا تھا کہ وہ دوسرے عہدے پر رہے جسے اس نے قبول نہیں کیا۔ اس عرصے میں سیکرٹری اور پرنسپل کے درمیان جھگڑا ابھی جاری رہا۔ وہ سیکرٹری کے گروپ میں سے تھا، اس لیے ممکن ہے کہ اسے پرنسپل کا تحفظ نہ ملے۔ اس جدوجہد کے نتیجے میں، اس کا نام نہ تو انکوائری کمیٹی کو دیا گیا اور نہ ہی اسے 14.10.82 پر حصول کے بعد کالج میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی۔ ممکنہ طور پر اسے 23.9.81 سے کالج میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ سکریٹری شریمتی پربھا دیوی کی طرف سے 14.10.82 تک کام کرنے کے لیے جاری کردہ سرٹیفکیٹ زیادہ قابل اعتماد نہیں لگتا ہے اور ایسے حالات میں، تقریباً تین سال کی خدمت اور قانونی طور پر درست تقرری کے بعد، اسے ہٹا دیا گیا ہے۔ جو مناسب نہیں لگتا ہے جبکہ تاریخ کا ایک عہدہ ابھی بھی وہاں خالی پڑا ہے۔ وہاں محکمہ تاریخ میں دو آسامیاں منظور کی گئی ہیں (خط نمبر۔ یونیورسٹی کا B/111-1 7 مورخہ 13.6.68 جو 11.5.69 پر بنایا گیا ہے اور دوسری پوسٹ بہار حکومت کے محکمہ تعلیم کے خط نمبر 1541 مورخہ 1.9.81 کے ذریعے، کیونکہ ایک عہدہ ابھی بھی خالی ہے، اس لیے اگر

اسے مناسب سمجھا جائے تو سنڈیکیٹ وہاں اس عہدے پر اس کے کام کرنے کا فیصلہ لے سکتا ہے۔

ذیلی کمیٹی کی رپورٹ 9.5.85 پر منعقدہ اجلاس میں اس پر غور کرنے کے لیے سنڈیکیٹ کے سامنے رکھی گئی-سنڈیکیٹ نے ذیلی کمیٹی کی پیش کردہ رپورٹ کو قبول کرلیا اور اس کے بعد 27 جولائی 1985 کو اپنے اجلاس میں اس کی قرارداد پر عمل درآمد کی ہدایت کی۔آخرکار 24.1.1986 پر اس نے فیصلہ لیا کہ اپیل کنندہ کو عارضی بنیاد پر دوبارہ مقرر کیا جائے۔وہ گوڈا کالج میں تعینات تھے اور اسی عہدے پر کام کر رہے تھے۔اس کے بعد ریاست بہار میں نئی یونیورسٹیاں تشکیل دی گئیں۔دھامری کالج جہاں اپیل کنندہ پہلے کام کر رہا تھا اور گوڈا کالج جہاں اپیل کنندہ کو 4.2.1986 کے قیود کے مطابق تعینات کیا گیا تھا، دونوں سِڈو کانہو یونیورسٹی، دمکا کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔اس مرحلے پر اپیل کنندہ نے 25.1.78 سے اپنی ملازمت کو باقاعدہ بنانے کے لیے ایک نمائندگی کی جس تاریخ سے اس نے تقرری کا دعوی کیا تھا جسے قبول نہیں کیا گیا تھا لیکن دوسری طرف، وائس چانسلر نے اپنی خدمات ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔

اپیل کنندہ کے سینئر ایڈوکیٹ جناب سدھیر چندر نے پیش کیا کہ یونیورسٹی کے پاس ایکٹ کے مقصد کو فروغ دینے کے لیے نجی اداروں کے ساتھ قرارداد کرنے کا ضروری دائرہ اختیار ہے: اس کے دائرہ اختیار کے تحت کسی بھی ادارے کا انتظام سنبھالنا؛ یہ فیصلہ کرنا کہ آیا اپیل کنندہ اقتدار سنبھالنے کے وقت دھامری کالج میں قانونی طور پر ملازم تھا یا نہیں؛ اور اپیل کنندہ اور دیگر امیدواروں کے درمیان تنازعہ کا فیصلہ کرنا کہ بہار یونیورسٹی ایکٹ کی قیود 4(14) کے مطابق تاریخ میں لیکچرر کے منظور شدہ عہدے پر قانونی طور پر کس کا تقرر کیا گیا تھا (جسے اس کے بعد" ایکٹ" کہا گیا ہے)۔انہوں نے اس شق کی بنیاد پر مزید دعوی کیا کہ کالجوں میں تقرری کی جاتی ہے اور اپیل کنندہ کی تقرری کی ہدایت کی جاتی ہے۔انہوں نے پیش کیا کہ اس پس منظر میں اپیل کنندہ کا تقرر ہونے کے بعد، وائس چانسلر کے لیے یہ بالکل کھلا نہیں تھا کہ اس طرح کی تقرری کو جائز طور پر نہیں کیا گیا اور اپیل کنندہ کی خدمات کو ختم کیا جائے۔انہوں نے مزید کہا کہ کم از کم وائس چانسلر کی طرف سے دیا گیا حکم فطری انصاف کے اصول کے منافی تھا کیونکہ اپیل کنندہ کو یونیورسٹی میں کسی عہدے پر مقرر کیا گیا تھا اور وہ اسی عہدے پر فائز تھا اور اپیل کنندہ کو سماعت کا کوئی موقع دیے بغیر زیر بحث حکم منظور نہیں کیا جا سکتا تھا۔

مدعا علیہ کے وکیل، شری اکھلیش کمار پانڈے نے پیش کیا کہ یونیورسٹی کی طرف سے کی گئی تقرری بالکل مناسب نہیں تھی کیونکہ اپیل کنندہ کو خالصتاً عارضی بنیاد پر یونیورسٹی کی خدمت میں کسی عہدے پر مقرر کیا جانا چاہیے تھا جس کی مدت 6 ماہ سے زیادہ نہ ہو۔ چونکہ اپیل کنندہ کو اس سے زیادہ مدت کے لیے مقرر کیا گیا تھا، اس لیے یونیورسٹی کے لیے حکومت کی واضح منظوری کے بغیر ایسا کرنے کا اختیار نہیں تھا۔ اس صورت حال میں یہ یقینی طور پر وائس چانسلر کے لیے کھلا تھا کہ وہ کی گئی تقرری کو ایکٹ یا قوانین یا قواعد وضوابط توضیعات کے منافی یا کسی اور طریقے سے بے قاعدہ سمجھے۔ اگر ایسا تھا، تو یہ یقینی طور پر ضروری نہیں تھا کہ یونیورسٹی نے اپیل کنندہ کو سننے کا موقع فراہم کیا ہو۔ انہوں نے ایکٹ کے دفعہ 35(3) پر انحصار کیا جو 1993 کے بہار ایکٹ 17 کے ذریعے کی گئی ترمیم کے ذریعے قانون سازی میں متعارف کرایا گیا تھا جو 22.8.93 سے نافذ ہوا۔

دونوں طرف کے ماہر مشیروں نے کئی تنازعات کو حل کیا ہے۔ تاہم، اس اپیل کو نمٹانے کے مقصد کے لیے، معاملے کے صرف ایک پہلو پر غور کرنا کافی ہے اور وہ یہ ہے کہ آیا اپیل کنندہ کو اپنی خدمات ختم کرنے سے پہلے سماعت کا موقع دیا گیا تھا اور اس کی عدم موجودگی میں کیا اس طرح کی برطرفی درست ہے۔ عدالت عالیہ نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ یونیورسٹی کے سنڈیکیٹ کی طرف سے اپنی قرارداد کے ذریعے کی گئی اپیل کنندہ کی تقرری غیر قانونی ہے اور اس بنیاد پر یہ نظریہ اختیار کیا کہ خدمات کا خاتمہ ترتیب میں تھا لیکن اس پہلو کی جانچ نہیں کی جس سے ہم موجودہ معاملے میں آڈی آلٹرم پارٹم کی حکمرانی کی عدم تعمیل کے بارے میں فکرمند ہیں۔

قانون یہ طے کرتا ہے کہ غیر منصفانہ آرٹیکل 14 کا ایک لازمی پہلو ہے جو آرٹیکل 14 کے تحت چلنے والی ریاستی کارروائی کے پورے دائرے میں پھیلا ہوا ہے۔ مزید نتیجہ کے طور پر یہ ثابت ہوا ہے کہ فطری انصاف کا دوسری طرف کا موقف بھی سنو پہلو بھی آرٹیکل 14 کا تقاضہ ہے، کیونکہ فطری انصاف صوابدیدی کا مخالف ہے۔ عوامی روزگار کے شعبے میں، یہ اچھی طرح سے طے شدہ ہے کہ آجر کی طرف سے کسی ملازم کے خلاف کی جانے والی کوئی بھی کارروائی منصفانہ، منصفانہ اور معقول ہونی چاہیے جو منصفانہ سلوک کے اجزاء ہیں۔ کسی ملازم کی خدمات کو ختم کرنے کا مطلق اختیار دینا منصفانہ، منصفانہ اور معقول سلوک کے خلاف ہے۔ اس پہلو پر دہلی ٹرانسپورٹ کارپوریشن بنام ڈی ٹی سی مزدور کانگریس میں اس عدالت کے آئینی بنچ نے مکمل طور پر غور کیا، جس کی اطلاع اے آئی آر (1991) ایس سی 101 میں دی گئی تھی۔

طریقہ کار کے تحفظات نافذ کرنے کے لیے، اس عدالت نے بہت سے حالات میں فطری انصاف کی ضرورت کو پڑھا ہے جب کہ قانون اس نکتے پر خاموش ہے۔ اس سلسلے میں اس عدالت کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جس قانون کے تحت اعتراض شدہ کارروائی کی جا رہی ہے اس میں سماعت کی ضرورت کو نافذ کرنے میں کمی سماعت کو خارج نہیں کرتی ہے- یہ قوت کی نوعیت سے مضمر ہو سکتا ہے- خاص طور پر جب کسی فریق کے حق پر منفی اثر پڑتا ہے۔ اس طرح کی ضرورت کو پڑھنے کا جواز یہ ہے کہ عدالت محض مقننہ کو خارج کرنے کی فراہمی کرتی ہے، (موہندر سنگھ گل اور دیگر بنام چیف الیکشن کمشنر اور دیگران، اے آئی آر (1978) ایس سی 851) اور سوائے براہ راست قانون سازی کی نفی یا مضمر اخراج کی صورت میں، (ایس ایل کپور بنام جگموہن اور دیگر ان، اے آئی آر (1981) ایس سی 136۔

قانون کے ان اصولوں کی روشنی میں، ہمیں دفعہ 35 (3) کی دفعات کے دائرہ کار کا جائزہ لینا ہوگا جو مندرجہ ذیل ہے:

"35 (3) ایکٹ، قوانین، قواعد و ضوابط توضیعات کے خلاف یا کسی بے قاعدگی یا غیر مجاز طریقے سے کی گئی کسی بھی تقرری یا ترقی کو بغیر اطلاع کے کسی بھی وقت ختم کر دیا جائے گا۔

مذکورہ شق میں کہا گیا ہے کہ تقرری کو بغیر کسی نوٹس کے کسی بھی وقت ختم کیا جا سکتا ہے اگر اسے ایکٹ، قوانین، قواعد یا ضوابط توضیعات کے منافی یا کسی بے قاعدگی یا غیر مجاز طریقے سے کیا گیا ہو۔ اس اختیار کے استعمال کی مثال یہ ہے کہ تقرری ایکٹ، قواعد، قوانین اور ضوابط کے خلاف یا دوسری صورت میں کی گئی تھی۔ اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے کہ کوئی تقرری ایکٹ، قوانین، قواعد یا ضوابط وغیرہ توضیعات کے منافی ہے، ایک نتیجہ درج کرنا پڑتا ہے اور جب تک کہ ایسا نتیجہ درج نہ کیا جائے، منسوخ نہیں کی جا سکتی لیکن اس طرح کے نتیجے پر پہنچنے کے لیے لازمی طور پر تحقیقات کرنی ہوں گی کہ آیا ایسی تقرری ایکٹ وغیرہ توضیعات کے منافی تھی۔ اگر کسی دیئے گئے معاملے میں اس طرح کی مشق غیر حاضر ہے، تو شرط کی مثال نامکمل ہے۔ اس طرح کے نتیجے پر پہنچنے کے لیے لازمی طور پر انکوائری کرنی ہوگی اور اس طرح کی انکوائری کے انعقاد میں جس شخص کی تقرری زیر تفتیش ہے اسے اسے جاری کرنا ہوگا۔ اگر اسے نوٹس نہیں دیا جاتا ہے تو یہ پرنس آف ڈنمارک کے بغیر ہیملٹ کھیلنے کے مترادف ہے، یعنی اگر متعلقہ ملازم جس کے حقوق متاثر ہوتے ہیں، اس طرح کی کارروائی کا نوٹس نہیں دیا جاتا

ہے اور اس کی عدم موجودگی میں کوئی نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے، تو ایسا نتیجہ منصفانہ، منصفانہ یا معقول نہیں ہوگا جیسا کہ اس عدالت نے ڈی ٹی سی مزدور میں دیکھا ہے۔

سبھا کا معاملہ: ایسی صورت میں، ہمیں یہ ماننا ہوگا کہ شق میں اس نتیجے پر پہنچنے کے مقصد سے سماعت کی ایک مضمر ضرورت ہے کہ تقرری ایکٹ، قانون، اصول یا ضابطے وغیرہ کے منافی کی گئی تھی اور یہ صرف اس طرح کے نتیجے پر ہے کہ اس شخص کی خدمات کو مزید اطلاع کے بغیر ختم کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح اس معاملے میں دفعہ 35(3) کو پڑھنا پڑے گا۔

مانا جاتا ہے کہ اس معاملے میں اپیل کنندہ کو یہ کہنے سے پہلے کہ اس کی تقرری بے قاعدہ یا غیر مجاز ہے اور اس کی ملازمت ختم کرنے کا حکم دینے سے پہلے نوٹس نہیں دیا گیا ہے۔ لہذا اپیل کنندہ کی خدمات کو ختم کرنے کے متنازعہ حکم کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔

اپیل کنندہ ان کارروائیوں کے زیر التواء ہونے کے بعد سے، مزید تفتیش یا بحالی کے حوالے سے مزید کوئی ہدایت نہیں دی جاسکتی۔ ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہماری طرف سے مذکور نوٹیفکیشن کے مطابق مدعا علیہ کی طرف سے اپیل کنندہ کا خاتمہ غلط ہے۔ نتیجتاً، یہ سمجھا جائے گا کہ اپیل کنندہ کی موت خدمے میں ہوئی تھی۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اپیل کنندہ اپنی خدمات کے خاتمے کی تاریخ سے لے کر اپنی موت کی تاریخ تک اپنی طرف سے نکالی گئی آخری تنخواہ کی بنیاد پر تنخواہ کے بقایا جات کی ادائیگی کا حقدار ہوگا۔ جواب دہندہ کو آج سے تین ماہ کی مدت کے اندر کارروائی کرنے دیں تاکہ اپیل کنندہ کو اس کی برطرفی کی تاریخ سے اس کی موت تک واجب الادا رقم کا تعین کیا جاسکے اور اسے اپنے قانونی نمائندوں کو ادا کیا جاسکے۔

نتیجے میں، ہم اوپر بیان کردہ قواعد میں اپیل کی منظوری دیتے ہیں، عدالت عالیہ کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور نوٹیفکیشن کو کالعدم قرار دینے والی عرضی درخواست کی منظوری دیتے ہیں جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ تاہم، معاملے کے حالات میں فریقین کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اخراجات خود برداشت کریں۔

ٹی۔ این۔ اے۔

اپیل کی منظوری دی گئی۔